Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم وحکمت قرآن کے لیے مقررہ نصاب کے مطابق

# اصطلاحات قرآن




الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم -33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

اَلْبَرْزَخٌ کے معنی دو چیزوں کے درمیان حدِ فاصل اور روک کے ہیں۔ اور بَرْزَخٌ اس رکاوٹ کو بھی کہا گیا ہے جو آخرت میں انسان اور اس کے منازلِ رفیعہ تک پہنچنے کے درمیان حائل ہو گی۔ (مفردات راغب اصفہانی) دو چیزوں کے درمیان کوئی حائل چیز جبکہ ان دونوں چیزوں کے درمیان کافی وسعت ہو تو یہ حائل چیز برزخ ہے۔ (مترادفات القرآن) قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾ (الرحمٰن: ۱۹-۲۰)

"اللہ نے چلا دیے ہیں دو دریا جو ایک دسرے سے لگ رہے ہیں (ایک میٹھا اور دوسرا کڑوا) درمیان میں ان کے ہے پردہ کہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔" اِسی بات کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کر کے واضح کر دیا ہے:

وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾ (الفرقان: ۵۳)

"اور ان (میٹھے اور کڑوے) دونوں پانیوں کے درمیان پردہ اور بندھا ہوا بند بنا دیا۔" گویا برزخ اُسی وقفے کا نام ہے۔ جو دنیاوی زندگی سے آگے نکل گئے ہیں، پیچھے نہیں جا سکتے۔ موت کی صورت میں ایک آڑ، ایک روک، ایک پردہ ہے جسے وہ ہٹا نہیں سکتے۔ لَّا يَبْغِيٰنِ اُسی قانون الٰہی سے بغاوت نہیں کر سکتے۔ (موضح القرآن: شاہ عبد القادر)

سورۃ مومنون میں ہے کہ "جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے تو میں ضرور اعمالِ صالحہ کروں"۔ قرآن حکیم کہتا ہے کہ یہ ان کے کہنے کی باتیں ہیں۔ مرنے کے بعد کوئی اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتا، اس کا وقت تو ہمیشہ کے لیے گذر چکا ہے۔ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾ (المؤمنون: ۱۰۰) "ان کے پیچھے ایک روک (یا پردہ) ہے یوم بعث

تک۔" گویا برزخ اسی وقفے کا نام ہے۔ جو دنیاوی زندگی سے آگے نکل گئے ہیں پیچھے جا نہیں سکتے۔ موت کی صورت میں ایک آڑ، ایک روک، ایک پردہ ہے جسے وہ ہٹا نہیں سکتے۔ لَّا یَبْغِیٰنِ اس قانون الٰہی سے بغاوت نہیں کر سکتے۔

عام طور پر بتایا جاتا ہے کہ ایک عالَم برزخ ہے اور اُسی عالَم برزخ میں انسانی جسم کو روح پلٹتی ہے۔ وہاں پر جسم بار بار نقصان پہنچانے پر بھی دوبارہ بن جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم کی آیات اِس کی تردید کرتی ہیں اور جسم کے بار بار نقصان پہنچنے کے بعد اس کے دوبارہ درست ہو جانے کی بات کو غیر حقیقی ثابت کرتی ہیں۔ ارشاد ہوا ہے کہ:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ

(البقرہ: ۲۸)

"تم اللہ کا انکار کیوں کرتے ہو جبکہ تم بے جان تھے تو اس نے تمہیں زندگی دی، پھر وہی اللہ تمہیں موت دے گا اور پھر زندگی عطا کرے گا۔"

یہاں قرآن حکیم واضح طور پر دو حیات اور دو ممات کا ذکر کرتا ہے۔ اس لیے مرنے کے بعد جنت یا جہنم کی ابدی زندگی ملنے تک کسی تیسری زندگی کا امکان رد ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے اس بات کو اِن الفاظ میں بھی بیان کیا ہے:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ (المؤمن: ۱۱)

"یہ لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! تونے دو بار ہمیں موت دی اور دو بار زندہ کیا، سو اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں! پھر یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟"

یہاں سے سورہ البقرہ کی آیت ۲۸ میں بتائی گئی حقیقت دہرائی گئی ہے کہ انسان کے لیے صرف دو موتیں ہیں۔ یعنی جب وہ مردہ زمین کی طرح معدوم تھا اور پھر جب طبعی عمر پانے کے بعد اُسے موت دی جائے گی۔ اسی طرح دو ہی زندگیاں ہیں ایک عدم

سے ملنے والی حیات اور دوسری قیامت کے دن ملنے والی حیات، تو پھر یہ برزخی عالَم اور برزخی زندگی کہاں سے آئی ہے؟

برزخ ایک پردہ، آڑ، روک اور وقفہ نہیں بلکہ عالَم ہے ایک جہان ہے اور مکان ہے، یہ مغالطہ اس وجہ سے بھی پیدا ہوا ہے کہ قرآن حکیم میں الْعٰلَمِیْنَ کے معنی اور تصور کو غلط سمجھا گیا ہے۔ عام طور پر اس کا مطلب تمام مخلوقات لی جاتی ہے۔ لیکن قرآن حکیم الْعٰلَمِیْنَ کو انواع کے معنی میں بتاتا ہے، بالخصوص نوع انس و نوع جنّ۔ اس لیے رب العالمین بھی انہی انس و جن اور حیوانات اور دیگر انواع کے لیے ہے اور رسول رحمۃ للعالمین بھی اس لیے کہلائے کہ وہ العالمین نوع انس و جن کے لیے رحمت کے انداز میں آئے ہیں۔ قرآن حکیم میں متعدد انبیاء کے لیے آیا ہے:

وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۸۶﴾ (الانعام: ۸۶) تو وہ فضیلت بھی نوع انس و جن ہے۔ حضرت مریم کو فضیلت دی ہے عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ (آل عمران: ۴۲) فرمایا کہ میں جانتا ہوں وہ سبھی جو کچھ فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ (العنکبوت: ۱۰) ہے۔ ارضِ مقدسہ فلسطین کے بارے میں ارشاد ہوا: بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ (الانبیاء: ۷۱)۔ اسی طرح قرآن حکیم کو ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۲۷﴾ (التکویر: ۲۷) قرار دیا ہے یعنی "جن و انس کے لیے نصیحت۔" ان تمام آیات یا اس طرح کی دیگر آیات میں عالمین سے جہان یا جہانوں کا مطلب نکال کر کئی مغالطے پیدا کیے گئے ہیں۔

قرآن حکیم کی کچھ آیات سے جنتی اور دوزخی زندگی کی صورتیں واضح ہوتی ہیں جن کو برزخی زندگی نہیں کہہ سکتے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا: وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ: ۱۵۴) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں تو یہ مت کہو کہ مردہ ہیں، نہیں، وہ تو زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔"

سورہ آل عمران میں فرمایا: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ (آل عمران:۱۶۹) ”اور (اے پیغمبر!) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں ان کی نسبت ایسا خیال نہ کرنا کہ وہ مر گئے۔ نہیں، وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے حضور اپنی روزی پا رہے ہیں۔“

وہ اس دنیا میں زندہ ہوتے ہیں جسے آخرت کہہ کر پکارا گیا ہے اور جسے عِنْدَ رَبِّهِمْ کہہ کر پکارا گیا ہے۔ ان کا ہماری دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کی زندگی کے متعلق قرآن کہتا ہے

وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرہ:۱۵۴)

”تم اپنے شعور کی موجودہ سطح پر اسے نہیں سمجھ سکتے۔“

انہیں رزق دیے جانے کا ذکر جسد عنصری کی صورت میں ہے۔ جنت اور جہنم میں ڈالے جانے والے سارے جسد عنصری ہونگے۔

اسی طرح سورہ المؤمن میں دوزخیوں کے جسد عنصری کو جو عذاب ہوگا اس کا ذکر ان الفاظ میں ہوا ہے:

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

(المؤمن:۴۵۔۴۶)

”چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان لوگوں کی شرارت آمیز خیالوں سے بچا لیا۔ اور فرعون کے ساتھی بدترین عذاب کے پھیرے میں آگئے۔ یہ لوگ صبح شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی (اس دن ارشاد ہوگا) کہ آل فرعون کو نہایت سخت عذاب میں داخل کر دو۔“

اب اس آیت میں پہلے آل فرعون کی غرقابی کا ذکر ہوتا ہے اور اس کے بعد

آخرت کا عذاب۔ آیت میں اس کے لیے حَاقَ کا لفظ اس بات کو ظاہر کرنے کے لیے آیا ہے کہ اس عذاب نے ان کو اس طرح احاطے میں لے لیا کہ ان کے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا سے مراد ہے کہ قیامت قائم ہونے کے بعد جہنم میں تا ابد داخل کر دیے جانے سے عذاب سخت ترین ہو گا۔ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ (الاحقاف: ۲۰) ”اور جس دن کافروں کو جہنم رسید کیا جائے گا۔“ یہ روز حساب کا ذکر ہے۔

عالم برزخ میں حیات کا تصور اس وجہ سے رواج پاتا گیا جب روح کے بارے میں مغالطوں سے کام لیا جانے لگا کہ روح ایک مستقل وجود ہے جو غیر فانی ہے اور مردوں کے آسپاس موجود ہوتا ہے یا عالم ارواح روحوں کا مسکن ہے۔ یا وہ نیکوکاروں کے جسم میں قبر میں آتا جاتا ہے، لوگوں کے کلام سنتا ہے اور ان سے استعانت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس طرح کے تمام خیالات امواتاً خیر احیاء کے قرآنی فیصلے کے مخالف تصورات اور عقیدے ہیں۔ جب تک روح کے الگ وجود کا انکار نہیں کریں گے تب تک قبر اور برزخ کی حقیقت آشکار نہیں ہو گی۔ اگر عقیدہ یہ ہو کہ روح سمایا ہوا مثالی جسم ہر گز نہیں مرتا تو کسی بھی دلیل سے قبر یا برزخ میں اُس کی موجودگی کا انکار ممکن نہیں ہے۔ یہی چیز اس فساد کی جڑ ہے جو فلاسفہ اور صوفیوں کے کئی باطل نظریات کی اصل بنی ہوئی ہے۔

❖❖